قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 06/ جولائی 2022ء | 06/ ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 06/ وفا 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 136

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲۸﴾

(التوبہ: 128)

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمانِ رسولؐ

آنحضرتؐ تک درود کیسے پہنچتا ہے؟

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ یُبَلِّغُوۡنِیۡ عَنۡ اُمَّتِی السَّلَامَ

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر 10529)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں۔ اور وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

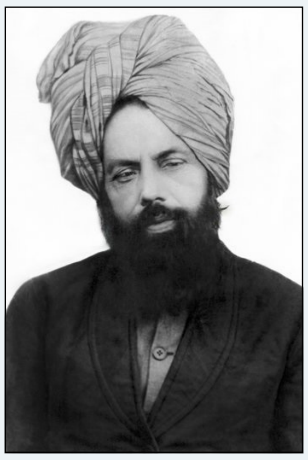

ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعاؤں کا اثر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ **وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچادیا۔** اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِكۡ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزۡنِہٖ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ وَاَنۡزِلۡ عَلَیۡہِ اَنۡوَارَ رَحۡمَتِكَ اِلَی الۡاَبَدِ۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10-11)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام آنحضور ﷺ کی ایک فضیلت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ آپؐ کی ہمت وصدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 24 ایڈیشن 1988ء)

فرمان خلیفہ وقت

جماعت احمدیہ کے نزدیک ختم نبوت کی تعریف

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب مسلمانوں کی ایسی حالت ہو جائے گی، جب مسلمانوں کے دل آپس میں پھٹ جائیں گے، قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی کی حالت ہو گی، مسلمان ایک دوسرے کے گلے کاٹیں گے۔ نام نہاد علماء جن کے پاس مسلمان لوگ یہ سمجھ کر کہ ان کے پاس ہدایت ہے ہدایت کے لئے جائیں گے تو ان علماء کی بھی یہی حالت ہو گی کہ وہ بھی انہی کاموں میں مصروف ہوں گے جو خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والے ہیں بلکہ عام لوگوں سے بھی بدتر ان کی حالت ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عُلَمَآئُھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ۔ یعنی علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ (الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد 3 صفحہ 317-318 حدیث 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت 2004ء) کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ یہ فتنے پیدا کرنے والے ہوں گے۔ ان میں سے فتنے پھوٹیں گے۔ اور یہی ہم آج علماء کی اکثریت میں دیکھ رہے ہیں کہ بجائے آگ بجھانے کے یہ لوگ آگ لگانے والے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کا نقشہ کھینچ کر بتایا تھا کہ اس حالت میں اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان مایوس نہ ہوں ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معہود آئے گا جو اپنے آقا و مطاع کے کامل غلام کی حیثیت سے مسلمانوں کو بھی، غیر مسلموں کو بھی اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور اسلام کی خوبصورت اور روشن تعلیم سے دنیا کو روشن کرے گا اور پھر سے اُمّت واحدہ بنائے گا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا اسی بات سے یہ علماء انکاری ہیں اور لوگوں کو بھی، عامۃ المسلمین کو بھی غلط باتیں بتا کر فساد کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 16 دسمبر 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- نعت رسول مقبولؐ (منظوم)
- احکام خداوندی
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- دنیا بھر میں جماعت احمدیہ ہی سچی عید منانے کی مستحق ہے
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- حضرت مولانا دوست محمد شاہد مرحوم

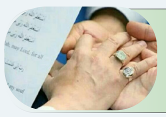

دربارِ خلافت

دنیا میں عدل اور انصاف قائم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس دنیا میں عدل اور انصاف قائم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ اس کے علاوہ کبھی وہ اعلیٰ معیار قائم ہو ہی نہیں سکتا جو دنیا سے ناانصافی اور ذاتی غرضوں کے حصول کو ختم کر سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور جگہ فرمایا کہ:

’’تمام قویٰ کا بادشاہ انصاف ہے۔ اگر یہ قوت انسان میں مفقود ہے تو پھر سب سے محروم ہونا پڑتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 24 ایڈیشن 2003ء)

پس عدل و انصاف کا وصف انسان میں ہونا اُس کی خوبیوں کو روشن تر کر دیتا ہے۔ اس آیت میں جو تفصیل بیان ہوئی ہے، اگر اس پر عمل ہو یعنی انصاف قائم کرنے کے لئے انسان اپنے خلاف گواہی دینے سے بھی گریز نہ کرے، اپنے والدین کے خلاف گواہی دینے سے بھی گریز نہ کرے اور قریبیوں کے خلاف بھی گواہی دینے سے نہ رُکے تو ایک حسین معاشرہ قائم ہو جاتا ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ جب فریقین میں مسئلہ پیدا ہو تو گواہیوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایسی صورت میں یا خود فریقین سے اپنے اپنے بیان دینے کے لئے کہا جاتا ہے یا بعض گواہوں کو پیش کیا جاتا ہے تا کہ مسئلہ کی حقیقت واضح ہو اور فیصلہ کرنے اور عدل و انصاف کرنے میں آسانی پیدا ہو۔ اگر گواہیاں ہی جھوٹی ہوں، اپنے بیانوں کو توڑ مروڑ کر ناجائز حق لینے کے لئے پیش کیا جا رہا ہو تو پھر ہو سکتا ہے کہ فیصلہ کرنے والے کا فیصلہ بھی صحیح نہ ہو۔ صرف یہ نہیں کہ صحیح نہ ہو بلکہ بہت زیادہ غلط بھی ہو سکتا ہے اور ایسی صورت میں پھر گناہ گواہیاں دینے والوں کے سر ہے، فیصلہ کرنے والے کے سر نہیں ہے۔

بعض گواہ اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہیں تو اپنے عزیزوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے غلط گواہی دے جاتے ہیں۔ فیصلہ کرنے والے ادارے کو غلط راستہ پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں اور پھر نتیجۃً گناہگار بنتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی غلط بیان دے کر میرے سے بھی غلط فیصلہ کرواتا ہے تو ایسا ہی ہے جیسا میں اُسے آگ کا ٹکڑا دلوا رہا ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 642-643 حدیث اُمّ سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر 27253 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس جھوٹے بیان اور جھوٹی گواہیاں دے کر آگ کے ٹکڑے حاصل کرنے سے ہر ایک کو بچنا چاہئے۔ حقیقی مومن وہی ہے جو اس سے بچے۔

سورۃ نساء کی یہ آیت جو مَیں نے پڑھی تھی اس میں آگے پیچھے عائلی معاملات کے احکامات بھی آتے ہیں۔ پس وہ لوگ جو خاوند ہو یا بیوی ہو خاص طور پر اپنے ناجائز حقوق لینے کی کوشش کرتے ہیں، اسی طرح طلاق کی صورت میں، خلع کی صورت میں مرد یا عورت کے عزیز یا رشتہ دار غلط گواہی دے کر بعض ناجائز فائدے اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ عدل کا خون کر رہے ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ اس سے دنیاوی عارضی فائدہ تو اُٹھا لیتے ہیں لیکن جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ کا ٹکڑا ہے جو وہ لے رہے ہوتے ہیں جو قیامت کے دن پھر بد انجام کی طرف لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس طرح فریقین بھی اور گواہان بھی اپنی خواہشات کی پیروی کر کے عدل سے دُور جا رہے ہیں۔ پس خواہشات کی پیروی نہ کرو، بلکہ عدل قائم کرنے کی کوشش کرو، انصاف قائم کرنے کی کوشش کرو۔

(خطبہ جمعہ 9/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نعت رسول مقبولؐ

تُو ہی مصطفٰی ہے، تُو ہی مجتبیٰ ہے
تجھی کو خدا نے یہ رتبہ دیا ہے

میرے سامنے جو ترا نقشِ پا ہے
یہی میری منزل، یہی راستہ ہے

زمان و مکاں کا جو یہ سلسلہ ہے
فقط تیری خاطر یہ قائم ہوا ہے

رقم ہے ترا نام لوح و قلم پر
یہی ابتدا ہے، یہی انتہا ہے

تری ذات میں عکسِ ربّ العُلیٰ ہے
اسی نے بنایا تجھے آئینہ ہے

تری عظمتوں کو خدا جانتا ہے
کہ تُو اس کا بھیجا ہوا رہنما ہے

جو تُو رہنما ہے، جو تُو مقتدا ہے
تو ملنا خدا کا ہاں دشوار کیا ہے

وسیلہ ہے تُو ہی، تُو ہی واسطہ ہے
خدا مل گیا، جس کو تُو مل گیا ہے

پریشانیوں کو سکوں مل گیا ہے
ترا عشق ہے یا کوئی معجزہ ہے

ترے عشق کا جو خزانہ ملا ہے
یہ رب کی عنایت ہے، اس کی عطا ہے

ترے حسنِ کامل کی کیفیتوں کو
خدا جانتا ہے یا تُو جانتا ہے

ترے خُلق کا جو دِیا ہے فروزاں
بجھے کا کبھی نہ کبھی بجھ سکا ہے

یہ غارِ حرا میں جو آنسو گرا ہے
یہ آنسو نہیں ہے، یہ اک زلزلہ ہے

اِسے تُو نے لکھا ہے خونِ جگر سے
یہ قانون جو تجھ کو حق سے ملا ہے

ترے عکسِ کامل کا سورج چڑھا ہے
قمر چھپ گیا، شمس گہنا گیا ہے

تری نعت کا ذوق جس کو ملا ہے
وہ چھوٹا سہی، پھر بھی کتنا بڑا ہے

تخیل جو اتنا معطر ہوا ہے
اثر یہ سراسر ترے نام کا ہے

ترے نام کی جب بھی آئی ہے خوشبو
دل و جاں کے اندر چمن کھل گیا ہے

دکھا دوں گا دنیا کو میں تیرا بن کر
مگر ڈر رہا ہوں، یہ دعویٰ بڑا ہے

فقط تیری خاطر ہے یہ دل کی دھڑکن
یہ دھڑکن نہیں اک قیامت بپا ہے

ترے ہجر کی تاب لاؤں کہاں سے
یہ طاقت ہے مجھ میں نہ یہ حوصلہ ہے

مدینے میں جانے کا ہو اذن مجھ کو
یہی آرزو ہے، یہی التجا ہے

تری نعت گوئی کا چرچا ہے آصفؔ!
اگرچہ سخن کی ترے ابتدا ہے

آصف محمود ڈار

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو (الحدیث)

قسط 44

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

زنا (حصہ 2)

مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی جرم کے اذیت پہنچانا

• وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا

(الاحزاب:59)

اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت پہنچاتے ہیں بغیر اُس (جرم) کے جو انہوں نے کمایا ہو تو انہوں نے ایک بڑے بہتان اور کھلم کھلا گناہ کا بوجھ اٹھالیا۔

پاک دامن عورتوں پر الزام تراشنے والوں پر دنیا و آخرت میں لعنت

• اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

(النور:24)

یقیناً وہ لوگ جو پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر بہتان باندھتے ہیں دنیا میں بھی لعنت کئے گئے اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

اشاعت فاحشہ کی تعزیر حکومت وقت نافذ کرسکتی ہے

• اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(النور:20)

یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو ایمان لائے بے حیائی پھیل جائے اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔

فحاشی کی مرتکب عورت کو گھر میں محبوس رکھنا

• وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِى الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا

(النساء:16)

اور تمہاری عورتوں میں سے وہ جو بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں ان پر اپنے میں سے چار گواہ بنالو۔ پس اگر وہ گواہی دیں تو ان کو گھروں میں روک رکھو یہاں تک کہ ان کو موت آجائے یا ان کے لئے اللہ کوئی (اور) رستہ نکال دے۔

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کی سزا (حدّ قذف)

• وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(النور:5-6)

وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ ہیں جو بدکردار ہیں۔

مگر وہ لوگ جنہوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کرلی تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(نوٹ: ان آیات میں درج ذیل چار احکام موجود ہیں)

1. پاک دامن عورت پر تہمت لگانے والا چار گواہ مہیا کرے۔
2. اگر وہ چار گواہ مہیا نہ کر سکے تو اُسے اسّی کوڑے کی سزا دی جائے۔
3. اور آئندہ ان کی گواہی قبول نہ کی جائے۔
4. مگر جو توبہ کرے اپنی اصلاح کرے تو اللہ غفور اور رحیم ہے۔

بیویوں پر تہمت لگانے کی سزا (لعان)

• وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞

(النور:7-10)

اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنی ذات کے سوا اور کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو اللہ کی قسم کھا کر چار بار گواہی دینی ہوگی کہ یقیناً وہ سچوں میں سے ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یہ (کہنا ہوگا) کہ اللہ کی اس پر لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہے۔ اور اس (عورت) سے یہ بات سزا ٹال دے گی کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر چار بار گواہی دے کہ یقیناً وہ (مرد) جھوٹوں میں سے ہے۔ اور پانچویں بار یہ (کہنا ہوگا) کہ اس (یعنی عورت) پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ (مرد) سچوں میں سے ہو۔

(نوٹ:۔ ان آیات میں درج ذیل دو احکام موجود ہیں)

1. اپنے سوا اگر کوئی گواہ نہ ہو تو تہمت لگانے والا شخص چار بار گواہی دے کہ وہ سچا ہے۔ اور پانچویں بار اپنے پر لعنت بھیجے۔
2. اور عورت چار بار گواہی دے کہ وہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار اپنے اوپر غضب نازل ہونے کی بد دعا کرے۔ اگر وہ مرد سچوں میں سے ہے۔

ہم جنس پرستی کی ممانعت

• اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ

(النمل:56)

کیا تم ضرور شہوت مٹانے کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو؟ بلکہ تم تو ایک جاہل قوم ہو۔

جنسی بے راہ روی کے مرتکب دو مردوں کو بدنی سزا کا حکم

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا

(النساء:17)

اور تم میں سے وہ دو مرد جو اس (بے حیائی) کے مرتکب ہوئے ہوں انہیں (بدنی) سزا دو۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان سے اعراض کرو۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 349 تا 352)

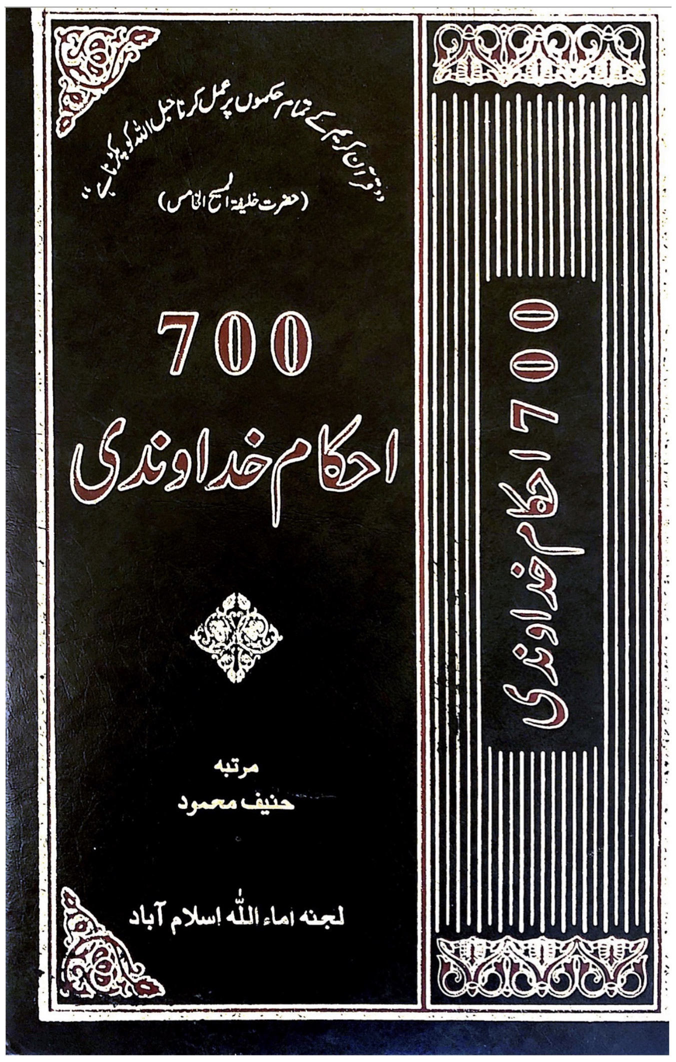

دعا کا تحفہ

سعی صفا و مروہ کی دعائیں

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے اکیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10 صفحہ 367)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے حج کے دوران کوہ صفا پر چڑھے جب آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(مسلم کتاب الحج)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اُسی کی ہے اور تعریف بھی اُس کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

دیگر روایات میں میدان عرفات میں بھی یہی کلمات پڑھنے کا ذکر ہے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق صفحہ 91 ایڈیشن 2014ء)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 35

دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی پاک محبت حاصل کی جاوے

درستی اخلاق کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی پاک محبت حاصل کی جاوے۔ ہر ایک قسم کے گناہ اور بدی سے دور رہے اور ایسی حالت میسر ہو کہ جس قدر اندرونی آلودگیاں ہیں ان سب سے الگ ہو کر ایک مصفّٰی قطرہ کی طرح بن جاوے۔ جب تک یہ حالت میسر نہ ہو گی۔ تب تک خطرہ ہی خطرہ ہے لیکن دعا کے ساتھ تدابیر کو نہ چھوڑے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تدبیر کو بھی پسند کرتا ہے اور اسی لئے فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا (النّٰزعات:6) کہہ کر قرآن شریف میں قسم بھی کھائی ہے۔ جب وہ اس مرحلہ کو طے کرنے کے لئے دعا بھی کرے گا اور تدبیر سے بھی اس طرح کام لے گا کہ جو مجلس اور صحبت اور تعلقات اس کو حارج ہیں ان سب کو ترک کر دے گا اور رسم عادت اور بناوٹ سے الگ ہو کر دعا میں مصروف ہوگا تو ایک دن قبولیت کے آثار مشاہدہ کر لے گا۔ یہ لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ کچھ عرصہ دعا کر کے پھر رہ جاتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اس قدر دعا کی مگر قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ دعا کا حق تو ان سے ادا ہی نہ ہوا۔ تو قبول کیسے ہو؟ اگر ایک شخص کو بھوک لگی ہو یا سخت پیاس ہو اور وہ صرف ایک دانہ یا ایک قطرہ لے کر شکایت کرے کہ مجھے سیری حاصل نہیں ہوئی۔ تو کیا اس کی شکایت بجا ہو گی؟ ہرگز نہیں۔ جب تک وہ پوری مقدار کھانے اور پینے کی نہ لیگا تب تک کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہی حال دعا کا ہے اگر انسان لگ کر اسے کرے اور پورے آداب سے بجالاوے۔ وقت بھی میسر آوے تو امید ہے کہ ایک دن اپنی مراد کو پالیوے۔ لیکن راستہ میں ہی چھوڑ دینے سے صدہا انسان مر گئے (گمراہ ہوگئے) اور صدہا ابھی آئندہ مرنے کو تیار ہیں۔ ایک من پیشاب میں ایک قطرہ پانی کا کیا شے ہے جو اسے پاک کرے۔ اسی طرح وہ بداعمالیاں جن میں لوگ سر سے پاؤں تک غرق ہیں ان کے ہوتے ہوئے چند دن کی دعا کیا اثر دکھا سکتی ہے۔ پھر عُجب، خود بینی، تکبر اور ریا وغیرہ ایسے امراض لگے ہوئے ہوتے ہیں جو عمل کو ضائع کر دیتے ہیں۔ نیک عمل کی مثال ایک پرند کی طرح ہے اگر صدق اور اخلاص کے قفس میں اسے قید رکھو گے تو وہ رہے گا ورنہ پرواز کر جاوے گا اور یہ بجز خدا تعالیٰ کے فضل کے حاصل نہیں ہوسکتا۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 131-132 ایڈیشن 1984ء)

اسلام کا خاص امتیاز

انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہ دعا اس کے لئے پناہ ہے۔ اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔

یہ بھی یقیناً سمجھو کہ یہ ہتھیار اور نعمت صرف اسلام ہی میں دی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب اس عطیہ سے محروم ہیں۔ آریہ لوگ بھلا کیوں دعا کریں گے جبکہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ تناسخ کے چکر میں سے ہم نکل ہی نہیں سکتے ہیں اور کسی گناہ کی معافی کی کوئی امید ہی نہیں ہے۔ ان کو دعا کی کیا حاجت اور کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ؟ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ مذہب میں دعا ایک بے فائدہ چیز ہے اور پھر عیسائی دعا کیوں کریں گے جبکہ وہ جانتے ہیں کہ دوبارہ کوئی گناہ بخشا نہیں جائے گا کیونکہ مسیح دوبارہ تو مصلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہ خاص اکرام اسلام کے لئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ امت مرحومہ ہے۔ لیکن اگر آپ ہی اس فضل سے محروم ہوجاویں اور خود ہی اس دروازہ کو بند کر دیں تو پھر کس کا گناہ ہے۔ جب ایک حیات بخش چشمہ موجود ہے اور ہر وقت اس میں سے پانی پی سکتا ہے۔ پھر اگر کوئی اس سے سیراب نہیں ہوتا ہے تو خود طالب موت اور تشنہ ہلاکت ہے۔ اس صورت میں تو چاہیئے کہ اس پر منہ رکھ دے اور خوب سیراب ہو کر پانی پی لیوے۔ یہ میری نصیحت ہے جس کو میں ساری نصائح قرآنی کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے 30 سپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عملدر آمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اور وہ نہیں سمجھتے کہ دعا کیا چیز ہے۔ دعا یہی نہیں ہے کہ چند لفظ منہ سے بڑبڑا لئے۔ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ دعا اور دعوت کے معنیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا۔ اور اس کا کمال اور مؤثر ہونا اس وقت ہوتا ہے جب انسان کمال دردِ دل اور قلق اور سوز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اس کو پکارے ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر آستانۂ الوہیت کی طرف بہہ نکلے یا جس طرح پر کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے تو دیکھتے ہو کہ اس کی پکار میں کیسا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے۔ اس کی آواز ہی میں وہ درد بھرا ہوا ہوتا ہے جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسی طرح وہ دعا جو اللہ تعالیٰ سے کی جاوے۔ اس کی آواز اس کا لب و لہجہ بھی اور ہی ہوتا ہے۔ اس میں وہ رقت اور درد ہوتا ہے جو الوہیت کے چشمہ رحم کو جوش میں لاتا ہے اس دعا کے وقت آواز ایسی ہو کہ سارے اعضا اس سے متاثر ہوجاویں اور زبان میں خشوع خضوع ہو۔ دل میں درد اور رقت ہو۔ اعضاء اس سے متاثر ہوجاویں اور زبان میں خشوع خضوع ہو۔ دل میں درد اور رقت ہو۔ اعضاء میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو۔ اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور پوری امید ہو۔ اس کی قدرتوں پر ایمان ہو۔ ایسی حالت میں جب آستانۂ الوہیت پر گرے گا۔ نامراد واپس نہ ہو گا۔ چاہیئے کہ اس حالت میں بار بار حضور الٰہی میں عرض کرے کہ میں گنہگار اور کمزور ہوں۔ تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔ تو آپ رحم فرما اور مجھے گناہوں سے پاک کر۔ کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اَور نہیں ہے جو مجھے پاک کرے۔ جب اس قسم کی دعا میں مداومت کرے گا اور استقلال اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائید کا طالب رہے گا تو کسی نامعلوم وقت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور سکینت اس کے دل پر نازل ہو گی جو دل سے گناہ کی تاریکی دور کر دے گی۔ اور غیب سے ایک قوت عطا ہو گی جو گناہ سے بیزاری پیدا کر دے گی اور وہ ان سے بچے گا۔ اس حالت میں دیکھے گا کہ میرا دل جذبات اور نفسانی خواہشوں کا ایسا اسیر اور گرفتار تھا کہ گویا ہزاروں ہزار زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا جو بے اختیار اسے کھینچ کر گناہ کی طرف لیجاتے تھے اور یا یک دفعہ وہ سب زنجیر کٹ گئے ہیں اور آزاد ہوگیا ہے اور جیسے پہلی حالت میں وہ محسوس اور مشاہدہ کرے گا کہ وہی رغبت اور رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ گناہ سے محبت کی بجائے نفرت اور اللہ تعالیٰ سے وحشت اور نفرت کی بجائے محبت اور کشش پیدا ہو گی۔

یہ ایک زبردست صداقت ہے جو اسلام میں موجود ہے۔ اس کا انکار ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اس کا زندہ ثبوت ہر زمانہ میں موجود رہتا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ اگر انسان اس امر کو سمجھ لے اور وہ دعا کے راز سے آگاہ ہوجاوے تو اس میں اس کی بڑی ہی سعادت اور نیک بختی ہے اور اس صورت میں سمجھو کہ گویا اس کی ساری ہی مرادیں پوری ہوگئی ہیں ورنہ دنیا کے ہمّ وغم تو اس قسم کے ہیں کہ انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

(ملفوظات جلد نمبر 7 صفحہ 193-195 ایڈیشن 1984ء)

ایم۔ایم۔طاہر

دنیا بھر میں جماعت احمدیہ ہی سچی عید منانے کی مستحق ہے

عید الاضحیٰ کا آغاز، حقیقی عید اور قربانیوں کا فلسفہ

عید یا خوشی منانے کا تصور ہر قوم میں پایا جاتا ہے۔ اکثر اقوام میں خوشی کا تصور کھیل تماشا، لہو ولعب اور رنگ وسرود کی محافل جمانے سے عبارت ہے لیکن اسلام نے عید کے حوالے سے حقیقی خوشی کا تصور پیش کیا جس کا تعلق عبادات اور قربانیوں کے ساتھ خوشی منانا ہے۔

قبل از اسلام عربوں میں صرف ایک عید کا تصور تھا جو کہ حج کی خوشی میں حج کے اختتام پر منائی جاتی تھی گویا عید الاضحیٰ کسی رنگ میں عربوں میں رائج تھی اور اسی کو اسلام نے قربانیوں کی عید کے ساتھ جاری کیا ہے۔ جبکہ عید الفطر خالصۃً اسلامی عید ہے جس کو حضرت محمد مصطفیٰؐ نے جاری فرمایا جو کہ ماہ رمضان کے روزوں اور عبادات کے بعد منائی جاتی ہے۔

اسلام میں عیدوں کا آغاز

حدیث کی مستند کتاب سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ العیدین میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ مدینہ منورہ (یثرب) میں جلوہ گر ہوئے تو یہاں کے لوگوں نے کھیل کود اور تماشے کے لئے دو دن مقرر کئے ہوئے تھے (یعنی عید نوروز اور عید مہرجان)۔ اس پر آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ دو دن کیسے ہیں تو مدینہ کے انصار نے بتایا کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں ان دونوں عیدوں کے مواقع پر کھیلا کودا کرتے تھے۔ تب رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو مواقع کے بہتر بدلے میں آپ کو عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن مرحمت فرما دیئے ہیں۔

عیدین کا آغاز مدینہ منورہ میں ہوا۔ ابن حبان کی روایت کے مطابق مسلمانوں نے نماز عید ہجرت کے دوسرے سال ادا کرنی شروع کی۔ ان کی روایت میں عید الفطر کی تو صراحت موجود ہے لیکن عید الاضحیٰ کی صراحت نہیں تاہم بعض دیگر روایات جن میں حضرت انسؓ کی روایت اوپر بیان ہوئی ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ ایک ہی سال شروع ہوئی تھیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب صلاۃ العیدین)

عید الاضحیٰ یا قربانیوں کی عید

عید الاضحیٰ یا قربانیوں کی عید جسے برصغیر میں عید البقر اور بڑی عید کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے یہ عید سنت ابراہیمی کی یاد میں منائی جاتی ہے اور جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ عربوں میں اسلام سے پہلے حج کے بعد خوشی منانے کا تصور موجود تھا۔ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا تذکرہ قرآن کریم نے سورۃ صافات میں کیا ہے۔ عید الاضحیٰ کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ یہ دس ذی الحجہ کو منائی جاتی ہے اور اسے یوم النحر بھی کہتے ہیں یعنی قربانی کا دن۔ یہ دن حج کا نقطۂ معراج ہوتا ہے جو کہ پانچواں رکن اسلام ہے۔

یوم النحر کی فضیلت

آنحضرتؐ نے یوم النحر کی غیرمعمولی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ جتنے آدمی یوم عرفہ کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اتنے کسی اور دن نہیں کرتا۔ وہ اس دن بندوں کے بہت قریب ہو جاتا ہے اور فرشتوں کو فخر یہ کہتا ہے کہ میرے بندے کیا چاہتے ہیں!(سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب الدعا بعرفۃ)

حجۃ الوداع کے موقع پر یوم النحر (عید الاضحیٰ کے دن) کو آنحضرتؐ نے جمروں کے بیچ قیام فرمایا اور فرمایا کہ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ آپ نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں پھر قربانی کا جانور ذبح کیا اور پھر حجام سے سر کے بال منڈوائے اور وہاں موجود صحابہ کو اپنے بالوں کا تبرک بھی عطا فرمایا تھا۔

(بخاری کتاب المناسک باب الخطبۃ فی ایام منی۔ سنن ابی داؤد کتاب الحج باب الحلق والتقصیر)

عیدین کے دن خوشیوں کے مواقع ہیں اس لئے آنحضورؐ نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ عید الفطر روزوں سے افطار کا دن ہے اور مسلمانوں کے لئے عید ہے اور عید الاضحیٰ میں اس لئے کہ تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاؤ۔

(ترمذی ابواب الصوم باب ما جاء فی کراھیۃ الصوم یوم الفطر و یوم النحر)

عید الاضحیٰ یعنی قربانیوں کی عید سنت ابراہیمی کی یاد میں منائی جاتی ہے اور یہ حج کے موقع پر رکھی گئی ہے جو کہ تمام عبادات اور عشق و محبت اور وارفتگی کی معراج ہے۔ یہ دن ہمیں مال جان وقت اور عزت کی قربانی اور اپنے مولیٰ کے حضور سرتسلیم خم کرنے کا سبق دیتا ہے۔ نیز قربانی اور جذبہ ایثار کی روح پیدا کرتا ہے اس لحاظ سے عید الاضحیٰ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی معراج ہے عید الاضحیٰ کا حقیقی تصور کیا ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جو عید الاضحیٰ کے حقیقی تصور کے مختلف پہلوؤں کو ہم پر آشکار کرتے ہیں نیز عید الاضحیٰ کا جماعت احمدیہ کے ساتھ بھی خصوصی تعلق ہے۔

عید الاضحیٰ کا تصور اور پس منظر

حضرت مصلح موعودؓ عید الاضحیٰ کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ ’’آج کی عید جو عید الاضحیہ کہلاتی ہے یعنی وہ عید جو قربانیوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ حج کے دوسرے دن اور اس کے ساتھ وابستہ و پیوستہ ہو کر آتی ہے۔ اس تقریب کی وجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ قربانی بیان کی جاتی ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کی خدا کے حضور پیش کی پس یہ عید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کی یادگار ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کر دیا۔

بیٹوں کی ظاہری رنگ میں قربانی تو اسلام نے ناجائز بتائی ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی قربانی کرنے کا حکم دینے کی وجہ بھی یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اس اصل کو قائم کرنا چاہتا تھا کہ آئندہ کے لئے بیٹوں کی ظاہری قربانی ممنوع قرار دی جاتی ہے۔‘‘

پھر فرمایا:۔ ’’پس خدا تعالیٰ نے یہ خواب دکھا کر دو اہم امر بیان فرما دیئے۔ یہ بھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا بیٹا خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنا ہوگا۔ اور یہ بھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ظاہری رنگ میں بیٹے کی قربانی کرنا چاہیں گے تو میں انہیں منع کر دوں گا اور کہوں گا کہ انسان کی اس رنگ میں قربانی میں نہیں چاہتا۔ اسی حکمت کے ماتحت خدا تعالیٰ نے تصویری زبان میں انہیں یہ تمام نظارہ دکھایا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان بھی ہو گیا اور وہ شرح صدر سے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا بھی امتحان ہو گیا اور وہ بھی خوشی سے ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 244-245)

عید الاضحیٰ کا فلسفہ

عید الاضحیٰ کے تصور اور اس کے حقیقی فلسفہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’درحقیقت اس دن میں بڑا سر یہ تھا کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا آنحضرت ﷺ نے اس کے لہلہاتے کھیت دکھائے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔ اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے اور خدا کے حکم کے سامنے اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے اقربا و اعزا کا خون بھی خفیف نظر آوے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 327)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں: ’’میرے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ رؤیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ اسی رنگ میں پوری ہوئی کہ آپ حضرت اسمٰعیلؑ کو ایک جنگل میں چھوڑ گئے۔ یہی حقیقی تعبیر تھی اس رؤیا کی۔ وہ دراصل ایک پیشگوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ ایک وقت آئے گا جبکہ تم خدا کے حکم کے ماتحت اپنے لڑکے کو ایسے جنگل میں جہاں بظاہر زیست کا کوئی سامان نہ ہو گا چھوڑ آؤ گے اور اس کی بجائے قربانیاں ہوا کریں گی۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو یہی دکھایا گیا کہ دنبہ ذبح کرو جس کو انہوں نے کر دیا۔ اب اسی کی یاد میں قربانیاں ہوتی ہیں۔‘‘

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 14)

’’خطبہ الہامیہ‘‘۔ قربانیوں کے اغراض و مقاصد

11/اپریل 1900ء کو جو عید الاضحیٰ قادیان میں منائی گئی۔ اس دن عید کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو ’’خطبہ الہامیہ‘‘ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اس خداداد خطبہ میں آپ نے عید اور قربانیوں کی حقیقت کو نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ عربی میں بیان فرمایا اور پھر اس کا اردو ترجمہ بھی شائع فرمایا ہے۔ قربانیوں کی حقیقت کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو اقتباس (اردو ترجمہ سے) پیش ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

’’مسلمان وہ ہے جس نے اپنا منہ ذبح ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے رکھ دیا ہو۔ اور اپنے نفس کی اونٹنی کو اس کے لئے قربان کر دیا ہو اور ذبح کے لئے پیشانی کے بل اس کو گرا دیا ہو اور موت سے ایک دم غافل نہ ہو۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ ذبیحہ اور قربانیاں جو اسلام میں مروّج ہیں وہ سب اسی مقصود کے لئے جو بذل نفس ہے بطور یاددہانی ہیں اور اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ایک ترغیب ہے اور اُس حقیقت کے لئے جو سلوک تام کے بعد حاصل ہوتی ہے ایک ارہاص ہے۔ پس ہر ایک مرد مومن اور عورت مومنہ پر جو خدائے ودود کی رضا کی طالب ہے واجب ہے کہ اس حقیقت کو سمجھے اور اس کو اپنے مقصود کا عین قرار دے اور اس حقیقت کو اپنے نفس کے اندر داخل کرے یہاں تک کہ وہ حقیقت ہر ذرّہ وجود میں داخل ہو جائے۔ اور راحت اور آرام اختیار نہ کرے جب تک کہ اس قربانی کو اپنے رب معبود کے لئے ادا نہ کر لے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 35-36)

پھر فرمایا۔

’’بہ تحقیق قربانیاں وہی سواریاں ہیں کہ جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچیں جو سب مخلوق سے بہتر ہیں۔ ان پر خدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں ہوں اور آنجناب نے ان کلمات میں قربانیوں کی حکمتوں کی طرف فصیح کلموں کے ساتھ جو موتیوں کی مانند ہیں اشارہ فرمایا

ہے۔ پس افسوس اور کمال افسوس ہے کہ اکثر لوگ ان پوشیدہ نکتوں کو نہیں سمجھتے اور اس وصیت کی پیروی نہیں کرتے اور ان کے نزدیک عید کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ غسل کریں اور نئے کپڑے پہنیں اور طعام کو سارے مونہہ کے ساتھ اور دانتوں کے کناروں سے چباویں۔خود اور ان کے اہل وعیال اور نوکر اور غلام۔ اور پھر آرائش کے ساتھ نماز عید کیلئے باہر نکلیں جیسے بڑے رئیس ہوتے ہیں۔ اور تو دیکھے گا کہ اچھے کھانوں میں اس دن ان کی سب سے بڑھ کر خوشی ہے اور ایسا ہی اچھی اور نفیس پوشاکوں میں انتہائی مرتبہ ان کی حاجتوں کا ہے تا قوم کو دکھلائیں اور نہیں جانتے کہ قربانی کیا چیز ہے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 46-47)

ہم عید الاضحیٰ کیوں مناتے ہیں

حضرت مصلح موعودؓ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ’’آج ایک مسلمان اگر عید الاضحیہ مناتا ہے تو اس لئے نہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بچالیا یا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بے ایمانی کا نمونہ نہیں دکھایا اور الٰہی حکم کے مطابق وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے بلکہ مسلمان جب جب عید کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں تو وہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی کہ ستارے گنے جا سکیں گے لیکن تیری اولاد نہیں گنی جا سکے گی پوری ہوگئی ہے۔ وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ پیشگوئی دراصل محمدی پیشگوئی تھی اور ابراہیمی نسل کے پھیلنے کا وقت محمد رسول اللہؐ کی بعثت کا زمانہ تھا۔ پس یہ عید بے شک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی یادگار ہے لیکن یہ اس بات کی شہادت ہے کہ چار ہزار سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام پر خدا تعالیٰ کا جو کلام نازل ہوا تھا وہ محمد رسول اللہؐ کی بعثت کے متعلق تھا اور آپ ہی کے ذریعہ پورا ہوا۔ اس عید کے ذریعہ ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ابراہیمی نسل وہ نہیں جو حضرت ابراہیمؑ کے نطفہ سے پیدا ہوئی بلکہ ابراہیمی نسل وہ لوگ ہیں جو محمد رسول اللہؐ پر ایمان لائے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 322)

قربانی کے بعد عید کا تصور

ہر قربانی کے بعد عید کا تصور پایا جاتا ہے۔ ابراہیمی قربانی نے جو عید کا عظیم الشان تصور دیا اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرماتے ہیں:۔’’ہر قربانی کے بعد ایک عید کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قربانی کے مضمون کو انتہا تک پہنچا دیا تو ان کی عید کا تصور بھی بہت ہی عظیم الشان تصور ہو گا۔ ان قربانیوں کی جو جزا اپنے رب سے مانگی ہو گی وہ بھی بہت عظیم الشان ہو گی۔ چنانچہ جو جزا مانگتے ہیں وہ یہ ہے: رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُزَکِّیۡہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۳۰﴾

(البقرہ: 130)

اے خدا! میں ان ساری قربانیوں کی جو میں نے دیں یا میرے بیٹے نے دیں یا میری اولاد در اولاد ہمیشہ دیتی چلی جائے گی ان سب قربانیوں کی ایک ہی جزا چاہتا ہوں کہ ہم ہی میں سے وہ عظیم الشان رسول پیدا فرما دے جس کا وعدہ تو نبیوں کو دیتا چلا آیا ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کا انعام ہمیں عطا فرما۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کی عید ہماری قربانیوں کی عید ہو گی۔ نہ اتنی بڑی قربانیوں کا، اتنی وسیع قربانیوں کا، اتنی گہری قربانیوں کا کوئی تصور کہیں آپ کو دکھائی دے گا نہ اتنا عظیم قربانیوں کا اتنا عظیم الشان بدلہ مانگا گیا، نہ ایسی عظیم الشان عید کا کہیں مطالبہ کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بھی ایک عید مانگی تھی عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا (المائدہ:115) وہ کیا تھی؟ ایک مائدہ ہی تو تھا، دنیا کی نعمتیں تھیں جو انہوں نے مانگیں اور وہ نعمتیں ان کو مل رہی ہیں اور اس طرح مل رہی ہیں کہ کبھی دنیا کی کسی قوم کو وہ دنیاوی نعمتیں نہیں ملیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو جزا مانگی، جو عید طلب کی وہ ایسی حیرت انگیز ہے کہ انسان کا تصور عرش کے انتہائی کنارے پر جہاں پہنچ سکتا ہے وہاں وہ تصور پہنچا اور وہ وجود مانگا جو اپنی ترقی اور اپنے ارتقاء میں تخلیق کے آخری کنارے تک واقعۃً پہنچ گیا۔ اس وجود نے ان حدود کو چھوا جس کے بعد خدا کی حدیں شروع ہو جاتی ہیں۔‘‘

(خطبات طاہر عیدین صفحہ 429)

ذبح عظیم سے مراد

اللہ تعالیٰ نے ابراہیمی قربانی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے اس کا بدلہ ذبح عظیم دیا۔ ذبح عظیم کیا ہے اس کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔’’یقیناً ذبح عظیم سے مراد حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ اور ان لوگوں کی قربانیاں ہیں جو آپؐ کے ساتھ تھے۔ جنہوں نے واقعۃً خدا کی راہ میں بھیڑ بکریوں کی طرح اپنی گردنیں کٹا دیں اپنی ہر ذاتی تمنا اور خواہش کو قربان کر دیا اپنی ہر بدنی آسائش کو قربان کر دیا۔ جو کچھ ان کے پاس تھا خدا کے راستہ میں لاڈالا اور اف تک نہیں کی۔ یہ جو قربانیاں تھیں حضرت محمد رسول اللہؐ اور آپ کے غلاموں کی، یہ ذبح عظیم ہیں۔تو وَفَدَیۡنٰہُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ (صافات:108) سے مراد یہ ہے کہ ایک بہت ہی عظیم الشان ذبح ہونے والا تھا جسے ذبح عظیم کا نام دیا گیا ہے۔ مکے کے میدانوں نے ایک عجیب قربانی کا عالم دیکھنا تھا، وہ ذبح عظیم ہے جس کے بدلے ہم نے اس کی جان کو معاف کر دیا ہے، اس کو فدیہ دے دیا ہے اور ایک قربانی ایک عظیم تر قربانی پر منتج ہونے والی ہے۔‘‘

(خطبات طاہر عیدین صفحہ 533)

بشاشت کے ساتھ قربانیاں کریں

یہ قربانیوں کی عید ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ یہ خوشی اور بشاشت کے ساتھ ہو اور مسکراتے چہروں کے ساتھ قربانی کی جائے۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔ ’’عید الاضحیہ کے معنے ہیں قربانیوں کی عید جس کا دوسرے الفاظ میں یہ مفہوم ہے کہ قربانیوں پر لوگ رویا کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارا اس طرح امتحان لوں گا کہ تم قربانی کرو اور ہنسو۔ اور اگر ہمارا خدا چاہتا ہے کہ ہم ہنستے ہوئے اس کے حضور قربانی پیش کریں تو ایک مومن کی حیثیت سے، ایک عاشق کی حیثیت سے ایک محب کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم قربانی کریں اور ہنستے ہوئے کریں۔

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں آج کی عید کی حکمت کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔ یہ عید بتاتی ہے کہ مسلمانوں کو قربانیاں کرنی پڑیں گی اور ان کا فرض ہو گا کہ وہ ہنستے ہوئے چہروں کے ساتھ قربانیاں کریں۔‘‘

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 303-304)

عید الاضحیٰ پر کثرت سے تکبیرات پڑھنے کا حکم

عید الاضحیٰ کے موقع پر کثرت کے ساتھ تکبیرات پڑھنے کا حکم آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔’’اس عید کے موقع پر رسول کریمؐ کا ارشاد ہے کہ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ کا کثرت سے ذکر کیا جائے۔ آپ اس موقع پر صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ ٹیلے پر چڑھو تو یہ ذکر کرو اور ٹیلے سے اترو تو بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ پڑھا کرو۔ جب ایک دوسرے کے سامنے آؤ تو بھی ذکر بلند آواز سے پڑھا کرو۔‘‘

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 292)

عید الاضحیٰ اولاد کی قربانی کا سبق دیتی ہے

اس بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں: ’’یہ عید ہمیں یاد دلاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے اپنی اور اپنی اولادوں کی قربانی ضروری ہے۔ جب بھی انبیاء دنیا میں آئے ہیں ان کو معنوی طور پر یہ قربانی پیش کرنی پڑی ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی سے انسان کی جسمانی قربانی تو بند ہوگئی مگر نفوس کی قربانی کی بنیاد ڈال دی گئی۔ اور حق یہ ہے کہ اس کے بغیر خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ناممکن ہے۔ ظاہری قربانی جو جانوروں کی باقی ہے اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرما دیا ہے کہ جو لوگ ظاہری رنگ میں جانور وغیرہ کی قربانی کرتے ہیں۔ ان کو اس امر پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ یہ خدا تعالیٰ کو پہنچتی ہے۔ فرمایا لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (الحج:38) تمہارے ان قربانی کے جانوروں کا گوشت یا خون اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو صرف وہ نیکی اور پاکیزگی پہنچتی ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 257-258)

عید الاضحیٰ کا جماعت احمدیہ سے خصوصی تعلق

عید الاضحیٰ کا جماعت احمدیہ کے ساتھ خصوصی تعلق ہے حضرت مصلح موعودؓ نے اس بارے میں فرمایا: ’’یہ عید ہمارے سلسلہ سے خاص تعلق اور مناسبت رکھتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس عید کو ہمارے سلسلہ میں ایک خاص خصوصیت دی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کسی جمعہ یا عید کا خطبہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ مگر ایک مرتبہ اسی عید کے موقعہ پر الہام کے ذریعہ آپ کو حکم ہوا کہ خطبہ پڑھیں۔ چنانچہ آپ نے پڑھا اور اب وہ خطبہ الہامیہ کے نام سے چھپ کر موجود ہے۔ تو یہ عید ہمارے سلسلہ سے ایک خاص مناسبت اور تعلق رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی مناسبت بیان فرمائی ہے جو اس طرح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کو عید الاضحیٰ سے مشابہت بتائی ہے اور وہ مشابہت اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر میں بیان کی ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 25)

جماعت احمدیہ سچی عید منانے کی مستحق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرماتے ہیں کہ:۔’’اگر آپ اس تعبیر کو سمجھ لیں اور حقیقت کو زندہ رکھیں تو پھر دنیا میں صرف ایک ہی جماعت ہو گی جو سچی عید منانے کی مستحق ہو گی اور وہ جماعت احمدیہ ہو گی۔ باقی سارے تو بکرے ذبح کر کر کے گوشت کھا رہے ہوں گے اور آپ اللہ کی رضا حاصل کر رہے ہوں گے۔ خدا کے پیار کی نگاہیں آپ پر پڑ رہی ہوں گی۔ آپ اس عید کے مستحق بنائے جائیں گے جو ابراہیمؑ کی عید تھی، جس کا انجام خدا تعالیٰ نے یوں بتایا سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ (صافات:110) کہ اے میرے بندے! آج تیری عید ہے کیونکہ عرش کا خدا تجھ پر سلام بھیج رہا ہے اور قیامت تک جب تک انسان باقی رہیں گے تجھ پر سلام بھیجتے رہیں گے۔

پس اس پہلو سے اس عید کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنا جماعت احمدیہ کے سپرد ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمیشہ ایک نسل پر نہیں بلکہ ایک نسل کے بعد اگلی نسل پر، پھر اس سے اگلی نسل پر بھی ہم قربانیوں کو کامل کرتے چلے جائیں اور قربانیاں دینے کے باوجود بھی اس ابراہیمی روح کا مظاہرہ کریں۔‘‘

(خطبات طاہر عیدین صفحہ 388)

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 50

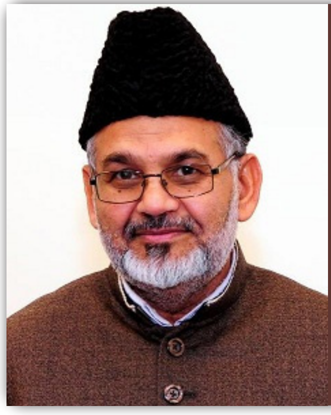

ایک ضروری نوٹ اور قابل ذکر
امریکہ میں اردو دان اور پاکستان کمیونٹی میں
حضور انور کے خطبہ جمعہ کی اشاعت

امریکہ میں نیویارک سے پاکستانی اردو اخبارات ایک کثیر تعداد میں اشاعت ہوتے ہیں۔ نیویارک کے علاوہ شکاگو، ہیوسٹن، لاس اینجلس اور سان فرانسسکو سے بھی کئی اخبارات نکلتے ہیں۔ خاکسار مکرم ملک عبدالقدیر صاحب کی مدد سے (جو ان دنوں سیکرٹری تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی تھے) ہرمنگل کے الفضل سے حضور انور کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ دوبارہ اردو میں کمپوز کر کے ان تمام اخبارات کو بھجواتا۔ جس سے دو فائدے مدنظر ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ پاکستانی کمیونٹی کے افراد کو ان شہروں میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی آواز پہنچ جائے۔ کیونکہ آئے دن پاکستان اور یہاں کے بعض اخبارات میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور آپ جو راہنمائی فرمارہے ہیں کے بارے میں یہ اپنے اخبارات میں غلط فہمی پھیلا رہے ہوتے ہیں اور اس طرح یہی چاہتے ہیں کہ انہیں صحیح بات کا علم ہو جائے۔ دوسرے اگر وہ شائع نہ کریں تب بھی ایڈیٹر کی نظر سے یہ تحریرات گزریں گی تو ہوسکتا ہے کہ ان کے دل بدل جائیں اور یہ اپنی اوچھی حرکات سے باز آجائیں اور غلط فہمیاں جو احمدیت کے بارے میں وہ پھیلاتے ہیں اس میں کمی کر دیں کیونکہ یہ زمانہ قلم کا زمانہ ہے۔ مخالف کی باتوں کا جواب تحریر سے دینے کا زمانہ ہے۔

اور پھر اگر یہ شائع کر دیں تو پاکستان کی کمیونٹی پڑھے گی اور اس کے شکوک وشبہات دور ہوں گے اور احمدیت کی تعلیم سے انہیں آگاہی ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہو بھی رہا ہے کیونکہ لوگ انہیں پڑھنے کے بعدہمیں فون کرتے ہیں اورمزید سوالات کرتے ہیں اور ان کے شکوک کا ازالہ کرنے کی پوری پوری کوشش خدا تعالیٰ کے فضل سے کی جاتی ہے اور اکثریت فون کرنے والوں کی ایسی ہوتی ہے جو اس بات کوتسلیم کرتی ہے کہ واقعۃً یہی اسلامی تعلیم ہے جو آپ کے خلیفہ بیان کرتے ہیں۔

دو اخبارات پاکستان ایکسپریس اور نیویارک عوام حضور کے خطبہ کا خلاصہ ایک ایک پورے صفحہ کا شائع کرتے رہے ہیں۔ شروع شروع میں ان کی سخت مخالفت بھی ہوئی مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اپنے موقف پر قائم رہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

الاخبار نے اپنی اشاعت 6 اکتوبر 2010ء صفحہ 23 پر ہماری اس عنوان سے خبر شائع کی۔

’’عیسائیوں کی کلیئرمونٹ متحدہ چرچ، اسلامی ہمسایوں کے ساتھ کھڑی ہے۔‘‘

کلیئرمونٹ کیلیفورنیا

عیسائیوں کی کلیئرمونٹ متحدہ چرچ (CUCC) اب قرآن کی قابلِ فخر مالک ہے۔ یہ اسلامی مقدس کتاب مسجد بیت الحمید چینو کے امام شمشاد ناصر نے پیش کی اور CVCC سے پاسٹر راب پاٹن نے قبول کی۔ پچھلے اتوار، 12 ستمبر کے مجمع میں، یہ پیشکش امام ناصر صاحب کے مجمع سے مہمانی خطاب کا حصہ تھی۔

میں اور میرے بہت سے ساتھی اس سے بہت مایوس ہوئے ہیں اور نہ صرف مایوس ہوئے ہیں بلکہ ان کی ان بیان بازیوں سے غصہ میں ہیں اور دیگر بے ہودہ امور سے جو اس ملک میں ہو رہی ہیں۔

اور بلکہ ہمارے اپنے ہی پچھلے صحن میں مسلمان بھائیوں اور بہنوں نے بتایا کہ وہ اپنے آپ کو عیسائی کہلانے والے لوگوں کو کہ پاسٹر پاٹن نے کہا کہ ’’حضرت عیسیٰؑ نے کبھی بھی خوف کو حکمتِ عملی کے طور پر استعمال نہیں کیا اور حضرت عیسیٰؑ نے جبر کی کبھی بھی تحریک نہیں کی۔

حضرت عیسیٰؑ (جن کو ماننے کا ہم دعویٰ کرتے ہیں) نے کبھی بھی نفرت کو نہیں اپنایا اور نہ ہی فساد کو ایمان کا ذریعہ بنایا ہے۔

امام ناصر صاحب نے عربی میں قرآن پڑھا اور پھر اس کا انگریزی میں ترجمہ پیش کیا اور پھر خطاب کیا۔ مسجد میں ان کے ساتھ، ان کی جماعت کے درجنوں افراد بھی تھے۔

امام ناصر صاحب نے مزید کہا ’’ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم عیسائی اور مسلمان یہاں موجود ہیں‘‘ پھر انہوں نے توجہ دلائی کہ اگر کوئی مسلمان امن کے لئے کھڑا نہیں ہوتا تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ ہم جو چاہیں دعویٰ کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے عمل کو ہمارے الفاظ کا ثبوت دینا چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اندر بھی اختلافات ہیں۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اگر مجھے آپ سے اختلاف ہے تو مجھے آپ کی کتاب جلا دینی چاہئے۔

امام شمشاد کا دورہ صرف CUCC کی ان تقریبات کا حصہ تھا جو پچھلے ہفتہ کو ہوئی تھیں۔

امن اور دوستی کی اس walk میں پچھلے اتوار کی شام 5 بجے مختلف مذاہب والوں نے حصہ لیا۔ دوسرے مذاہب کے ساتھ اور یکجہتی کو ظاہر کرنے کے لئے۔

اس سے پہلے پچھلے جمعہ کو امام شمشاد نے اپنی مسجد میں رمضان کے روزہ کی افطاری پر CUCC چرچ کو مدعو کیا تھا۔ پاسٹر پاٹن اور دوسرے ممبران اس میں شامل ہوئے تھے۔

پچھلے ہفتہ کا آخر، دہشت گردی کے عمل کی یاد دلاتا ہے۔ جس سے بے اعتمادی اور نفرت بڑھتی ہے۔ پاٹن نے کہا ’’ہمارا خیال ہے کہ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس قسم کی سرگرمیوں میں شامل رکھیں جس سے اعتماد اور پیار بڑھے۔‘‘

عیسائیوں کی متحدہ کلیئرمونٹ چرچ ایک ایسا عام چرچ ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ تمام لوگ اکٹھے ہیں۔ جس میں تمام لوگ، نسل، اخلاق، ہرعمل، ہرجنس کے لوگ بلاامتیاز و تفریق سب کو خوش آمدید کرتا ہے۔

اردو نیوز یو ایس اے نے اپنی اشاعت 13اکتوبر تا 19 اکتوبر 2010ء صفحہ 6 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’مسلمان صلح حدیبیہ سے سبق حاصل کریں‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مضمون کا خلاصہ گزشتہ دیگر اخبارات کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے۔

الانتشار العربی نے اپنے عربی سیکشن کی اشاعت 14 اکتوبر 2010ء صفحہ 19 پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے یہ خطبہ جمعہ حضور انور نے 21 مئی 2010ء مسجد بیت الفتوح لندن میں ارشاد فرمایا تھا۔ جس کا عنوان اخبار نے یہ دیا۔

انبیاء علیہم السلام کے راستے میں تکالیف
اور دشمنوں کا سامنا

اخبار نے لکھا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا مسرور احمد نے خطبہ جمعہ میں سورۃ الفرقان کی آیت نمبر 32 تلاوت کی اور بتایا کہ جب دنیا میں انبیاء آتے ہیں تو انبیاء اور ان کی جماعتوں سے یہ سلوک ہوتا ہے کہ ان کی مخالفت کی جاتی ہے۔ جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں قرآن کریم نے اس بات کا نقشہ کھینچا ہے۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی فرمایا کہ مخالفتیں مجرموں کا کام ہے۔ دشمنان دین ہمیشہ ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں کہ نبی کے پیغام کی مخالفت کریں لیکن یہ مخالفتیں، یہ تکلیفیں، یہ قتل مخالفین کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتے۔ آخر کار انبیاء ہی جیتا کرتے ہیں اور مخالفین اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نشانہ بنتے ہیں۔

حضرت مرزا مسرور احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے صحابہ کی تکالیف کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا کہ مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں پر ہرقسم کی تکلیف اور ایذا روا رکھا گیا۔ تاریخ میں بڑے دردناک واقعات ہیں ایک واقعہ حضرت عمارؓ اور ان کے والد یاسرؓ اور والدہ سمیّہؓ کا آتا ہے جن پر بے انتہاء ظلم کیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ ان کو تکلیف دی جارہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ نے فرمایا اے آل یاسر! صبر کرتے رہو۔ تمہارے صبر پر اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جنت تیار کر رکھی ہے۔ یاسر تو اسی وقت ان تکالیف سے شہید ہو گئے۔ حضرت سمیّہؓ کو ابوجہل نے نیزہ مارا جو ان کے پیٹ کے نچلے حصہ میں لگا اور انہوں نے بھی وہیں تڑپتے تڑپتے جان دے دی! ان تکالیف پر پھر بعض مسلمان صحابہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اور آخر کار پھر صحابہ نے مدینہ کی طرف بھی ہجرت کی۔

پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام کا پیغام مدینہ میں پھیلا۔ پس مخالفت سے گھبرانا نہیں چاہئے یہی مخالفت برسوں بعد کھاد کا کام دیتی ہے اور اس سے ترقی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الفرقان آیت 31 میں فرماتا ہے اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا ہے۔ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت خود قرآن کریم کی تعلیم کو بھلا دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو بھی تسلی دلائی ہے کہ خدا اور قرآن کے نام پر جو تمہاری مخالفتیں کی جارہی ہیں یہ قرآن کریم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہیں لیکن فکر کی بات نہیں۔ انبیاء سے یہی سلوک ہوتا آیا ہے اور وہ تمہارا نصیر اور مددگار ہے۔

الامام مرزا مسرور احمد نے قرآن کریم کی آیت (النساء:95) بھی پڑھی کہ جو تم پر سلام بھیجے اسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔

آج کل پاکستان کے لوگ نام نہاد علماء کے پیچھے چل کر مسلمانوں نے احمدیوں کو تکلیفیں دینا عین خدمتِ اسلام سمجھا ہوا ہے لیکن یہ سب مخالفین ایک دن ان مخالفین پر ہی لوٹائی جائیں گی۔

احمدی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور قرآن پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور تمام ارکان اسلام اور ارکان ایمان پر یقین رکھتے ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہوئے نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ حقیقی مومن ہیں کیونکہ احمدی ہی ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے زمانے کے امام کو بھی سلام پہنچایا ہے اور ان کی جماعت میں شامل ہیں۔

فرمایا: پاکستان میں آج کل مخالفت زوروں پر ہے، پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی باہر کے احمدی دعا کریں اور پاکستانی احمدیوں کو بھی میں دعا کے لئے یاددہانی کراتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کی بقا بھی احمدیوں کی دعاؤں میں ہے۔ نام نہاد علماء نے کفر کے فتووں سے اس طرح عوام الناس کی عقلیں چکرا دی ہیں کہ ان کی عقل بالکل ہی مار دی ہے۔

الامام مرزا مسرور احمد نے ایک حوالہ سے کہ احمدیوں کو قتل کیا جارہا ہے اس پر قرآن کریم کی آیت (النساء 94) پڑھی کہ جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والا ہے اور اللہ اس پر غضب ناک ہوا اور اس پر لعنت کی اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ شہیدوں کے بارے میں فرماتا ہے (اٰل عمران:170) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو ہرگز مردہ گمان نہ کرنا بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں ان کے رب کے ہاں رزق دیا جاتا ہے۔

پس شہیدوں کے لئے تو اخروی نعمتوں کا فیضان جاری ہے اس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ہمیشہ کی زندگی ان کا مقدر بن گئی ہے لیکن مخالفین کے بارے میں فرماتا ہے وَتَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَکُمۡ اَنَّکُمۡ تُکَذِّبُوۡنَ (الواقعہ:83) کہ اپنا حصہ رزق تم نے صرف جھٹلانا بنا لیا ہے۔ تم مولویوں کی روٹی بھی اسی لئے ہے اور سیاستدانوں کی بھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کی جائے۔

گویا یہ ان کا رزق بن گیا ہے اور حقیقی رازق کو وہ بھول چکے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’میری روزانہ زندگی کا آرام اسی میں ہے کہ میں اسی کام میں لگا رہوں بلکہ میں اسکے بغیر جی ہی نہیں سکتا کہ میں اس (یعنی خدا) کا اور اس کے رسول ﷺ کا اور اس کے کلام کا جلال ظاہر کروں، مجھے کسی کی تکفیر کا اندیشہ نہیں اور نہ کچھ پرواہ۔ میرے لئے یہ بس ہے کہ وہ راضی ہو جس نے مجھے بھیجا ہے‘‘

حضور نے فرمایا کہ پس کیا ایسے شخص کے بارے میں یہ بے ہودہ الزام لگایا جاسکتا ہے کہ نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ وہ اپنے آپ کو خاتم النبیین سمجھتا ہے اور اس کا مقام آنحضرت ﷺ سے اونچا ہے؟ ہم ہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو سمجھتے ہوئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کے حقیقی معانی کو سمجھنے والے ہیں۔ ہم ہیں جو آنحضرت ﷺ کے مقام ختم نبوت کو سمجھنے والے ہیں۔

وقتاً فوقتاً احمدیوں پر الزام تراشی کرتے ہوئے ہمارے خلاف جو نام نہاد علماء مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکا کر اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں یا حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان حقائق کو سامنے رکھ کر مسلمانوں کو چاہئے کہ دیکھیں اور پرکھیں۔

جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے، احمدی اپنی جانوں کو تو قربان کر سکتے ہیں لیکن کبھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کے حقیقی معنی سمجھ کر پھر اس سے منہ نہیں موڑ سکتے یہ جو کلمے مٹائے جاتے ہیں، یہ جو کلمے کی حفاظت کے نام پر احمدیوں کو جیلوں میں ڈالا جاتا ہے، شہید کیا جاتا ہے، یہی کلمہ مرنے کے بعد ہمارے حق میں گواہی دے گا کہ یہی حقیقی کلمہ گو ہیں۔ پس ہم خوش قسمت ہیں جنہیں یہ خوشخبری دی گئی ہے۔

ہفت روزہ یو ایس اردو نیوز نے اپنی اشاعت 20 تا 26 اکتوبر 20101ء صفحہ 6 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’تاریخ اسلام کا ایک سنہری ورق۔ اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں، مسلمان صلح حدیبیہ سے سبق حاصل کریں‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔ یہ مضمون اس سے قبل دیگر اخبارات میں بھی شائع ہو چکا ہے اور نفس مضمون وہی ہے۔

نیو یارک عوام نے اپنی اشاعت 15 تا 21 اکتوبر 2010ء صفحہ 14 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’دائرہ اسلام سے خارج‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔

اس مضمون میں خاکسار نے لکھا:

’’قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا‘‘ یہ شہ سرخی یا ہیڈ لائن مشرق اخبار کی ہے جس میں 1974ء میں قومی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور اس قسم کی شہ سرخیوں سے باقی اخبارات نے بھی خبریں شائع کیں۔ اس ہیڈ لائن کے نیچے اخبار نے مزید لکھا:

’’آئین اور قانون کی رو سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد ہر شکل اور ہر معنی میں نبوت کے دعوے دار اور اسے پیغمبر یا مصلح ماننے والے افراد غیر مسلم ہیں۔‘‘

احمدیوں کو کیوں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا کیونکہ احمدی حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح موعود تشریف لا چکے ہیں۔ آیئے اس خبر کے تناظر میں کچھ مزید باتوں کی تشریح کریں۔

1. اس قانون کی رو سے جو قومی اسمبلی پاکستان نے 1974ء میں متفقہ طور پر منظور کیا اب حضرت عیسیٰ تشریف نہیں لا سکتے اور نہ ہی امام مہدی کیونکہ قانون کی رو سے کوئی مصلح یا ریفارمر اب نہیں آسکتا۔
2. اس آئین اور قانون کی رو سے حضرت عیسیٰؑ کی آمد کے قائل بھی غیر مسلم قرار پا گئے۔
3. اس قانون کی رو سے بالفرض اگر حضرت عیسیٰ کسی اور ملک میں بھی تشریف لے آئیں تو وہ پاکستان میں نہیں آ جاسکتے۔ کم از کم وہ پاکستان اور سعودی عرب کا دورہ نہ کر سکیں گے۔

سب سے ضروری بات سمجھنے والی یہ ہے کہ قادیانیوں کو جو غیر مسلم قرار دیا گیا وہ مذہب یا قرآن یا حدیث کی رو سے غیر مسلم قرار نہیں دیا گیا کیونکہ اسمبلی تو ایک سیاسی اسمبلی ہے سب لوگ سیاستدان تھے۔ سیاسی حضرات کا علم قرآن و حدیث کے بارے میں کتنا پختہ ہوتا ہے یہ تو سبھی جانتے ہیں اور وہ خود کس قدر قرآن و سنت کے عامل ہوتے ہیں یہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ جنہیں اس بات کا اختیار تھا کہ وہ کسی کے مذہب میں دخل اندازی کریں۔

پھر ایک اور دیکھنے اور سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اس اسمبلی کی شرعی حیثیت کیا تھی۔ کیا اسمبلی کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی کے مذہب میں دخل اندازی کرے۔

اگر حضرت عیسیٰ اب کہیں آ بھی جائیں تو وہ پاکسانیوں کو کم از کم تبلیغ نہیں کر سکتے۔ ورنہ انہیں سزا ملے گی۔

اگر یہ بات ہے تو پھر اب مسلمان حضرت عیسیٰ کی آمد کا انتظار چھوڑ دیں۔ کیونکہ وہ کس ’’مقام‘‘ اور ’’شان‘‘ میں آئیں گے۔ نبی، مصلح، ریفارمر ہوں گے یا نہیں؟

اگر نبی ہوں گے تو پھر آنحضرتؐ کے بعد نبی کیسا؟

اس کے بعد خاکسار نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں آپ کا جو مقام ہے وہ قرآن کریم سے لکھا ہے۔ مثلاً یہ کہ آپؑ یہودیوں (بنی اسرائیل) کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اب قرآن تو کہتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے رسول ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اسلام سکھائیں گے۔

یہ خصوصیت صرف آنحضرت کو ہے کہ آپ سب دنیا کی طرف آئے اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں قرآن کریم نے بتایا کہ وہ صرف اور صرف یہودیوں کے لئے ہیں۔

پھر احمدی تو قرآن کریم سے یہ بات مانتے ہیں کہ ضرت عیسیٰ اس جسم کے ساتھ آسمان پر نہیں گئے۔ نہ ہی قرآن کریم سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ 2 ہزار سال سے آسمان پر بیٹھے ہیں۔

اس کے بعد خاکسار نے چند مزید قرآن کریم کی آیات لکھی ہیں جن میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہے۔ جہاں تک عقیدے کا تعلق ہے اب (دیگر مسلمان) بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ اور حضرت امام مہدی نے آنا ہے۔ ہم احمدی مسلمان بھی یہی مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس نے آنا تھا وہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آچکا ہے۔

خاکسار نے لکھا کہ حیرت کی بات ہے کہ جو عقیدہ آپ رکھیں وہ ٹھیک ہے اور وہی عقیدہ احمدی رکھیں تو غلط۔ آپ کا یہ عجیب پیمانہ ہے۔ خاکسار نے حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر کر کے یہ شعر بھی درج کیا ہے۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ ہو زندہ آسمان پر
مدفوں ہو زمین میں شاہ جہاں ہمارا

اس کے بعد خاکسار نے تذکرۃ الشہادتین سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک حوالہ بھی درج کیا ہے۔

’’اے تمام لوگو! سن رکھو یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا.........‘‘

اس حوالہ کے بعد خاکسار نے لکھا کہ پس ہم قرآن مجید کو ماننے والے ہیں، ہم آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین ماننے والے ہیں۔ ہم کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہمیں کسی اسمبلی یا حکومت کی طرف سے احمدیوں کے مسلمان ہونے کا لائسنس یا سرٹیفکیٹ نہیں چاہئے۔ اگر آپ کو اپنے لئے چاہئے تو مبارک ہو۔ اصل تو خدا کی نگاہ میں مسلمان بننا ہے نہ کہ لوگوں کی نگاہ میں۔

اس وقت جو احمدیوں کے خلاف دہشت گردی ہو رہی ہے وہ بھی اس 1974ء کے قانون کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب ’’مسیح ہندوستان میں‘‘، ’’راز حقیقت‘‘ اور ’’ازالہ اوہام‘‘ کے نام لکھے ہیں کہ ان کا مطالعہ کریں۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاء اللہ)

عظمیٰ ربانی۔ لندن

حضرت مولانا دوست محمد شاہد مرحوم

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِكُلٍّ وِّجۡهَةٌ هُوَ مُوَلِّيۡهَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَيۡرٰتِ

(البقرہ:149)

ترجمہ: سو (تمہارا مطمع نظر یہ ہو کہ) تم نیکیوں کے (حصول) میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

اس آیت میں جس طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اصل میں نیکیاں ہی ہیں جو انسان کو خدا سے ملا کر اسے دائمی جنت کا وارث بنا دیتی ہیں اور یہ ہی انسان کا مقصود ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے سے جا ملے۔ پس دنیاوی مال و متاع میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان نیکیوں کے حصول اور دائمی جنت کا وارث بننے کے لئے انسان کے اندر عاجزی و انکساری کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ اس پاکیزہ تعلیم کے زندہ و جاوید مظہر تھے۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ کہ بندہ جب خدا کے لئے انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو رفعت عطا کرتا ہے۔

امام دوراں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا: تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو بھی ایک کثیر تعداد ایسے مخلصین کی عطا کی ہے جنہوں نے اپنے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا وہ نمونہ پیش کیا جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے انہی برگزیدہ بندوں میں سے ایک حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم بھی ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ جماعت میں آپ کی بے شمار خدمات ہیں۔ آپ کی شخصیت کے بارے میں لکھنا گویا ایک سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔

آپ کا مختصر تعارف پیش کرنے کے بعد احباب جماعت کی خدمت میں ایک ایسی ملاقات کا ذکر کرنا چاہوں گی جس نے ہمیشہ آپ کی یاد کو زندہ رکھا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کس قدر منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔

تعارف

مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم مؤرخہ 3 مئی 1927ء کو اپنے آبائی قصبہ پنڈی بھٹیاں میں پیدا ہوئے۔ آپ 1935ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے اور 1944ء میں جامعہ احمدیہ میں تعلیم کا آغاز کیا۔ 1946ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور پنجاب یونیورسٹی میں تیسرے نمبر پر آئے۔ 29/اکتوبر 1951ء کو جامعۃ المبشرین ربوہ کی طرف سے پہلی کامیاب ہونے والی شاہد کلاس میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ نے اگست 1952ء سے روزنامہ الفضل میں ایک صفحہ پر مشتمل شذرات کا کالم شروع کیا جو فروری 1953ء تک قبول عام کی سند کے ساتھ جاری رہا۔ مؤرخہ 25 جون 1953ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے محترم مولانا صاحب کو تاریخ احمدیت کی تدوین کی ذمہ داری سونپی۔ آپ کی چالیس سے زائد تالیف مختلف موضوعات پر چھپ چکی ہیں جن کے دیگر زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ قومی اسمبلی پاکستان میں 1974ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قیادت و سیادت میں جو نمائندہ وفد گیا تھا اس میں آپ کو بھی شمولیت کی سعادت ملی۔ آپ کی خدمات سلسلہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آپ ایک علمی، ادبی اور روایتی رکھ رکھاؤ والی شخصیت تھے۔ تحریر اور تقریر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص ملکہ عطا فرما رکھا تھا۔

(روزنامہ الفضل 27 اگست 2009)

تین اپریل تا تین مئی 1990 گوجرانوالہ سنٹرل جیل میں نو دیگر احمدی احباب کے ساتھ آپ اسیر راہ مولا بھی رہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کے فرزند مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب فضل عمر ہسپتال کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ شیر پنجرے میں بھی شیر ہی رہتا ہے۔ اللہ کے شیروں کو ملنے جاؤ تو میرا محبت بھرا سلام دینا۔ آپ کو جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر 1976ء سے لے کر 1983ء تک تقاریر کرنے کا موقع ملا۔ ان مواقع پر کی گئی آپ کی تمام تقاریر شائع شدہ ہیں۔ آپ نے بطور قاضی سلسلہ خدمت کی۔ مجلس افتاء اور ریسرچ سیل کے ممبر تھے۔

20صدی کے آخری عشرہ میں کیمبرج کے ایک عالمی ادارے انٹرنیشنل بلیو گرافیکل کی طرف سے احمدیت کے اس خادم کو مین آف دی ایئر 1992-1993ء کا اعزاز دیا گیا۔ یہ اعزاز ایسی خاص علمی شخصیات کو دیا جاتا ہے جن کی صلاحیتوں، کامیابیوں اور قیادت کا عالمی سطح پر اعتراف کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے تمام بڑے اور مؤقر اخبارات نے اس اعزاز کی خبریں دیں۔

(روزنامہ الفضل 28/اگست 2009ء)

خلیفہ وقت سے ملاقات اور دعائیہ خطوط لکھنے کے ساتھ ساتھ بزرگان جماعت سے بچوں کا تعارف کروانے کی طرف بھی توجہ رہی۔ آپ سے تعلق کا سلسلہ خط کے ذریعے قائم ہوا۔ اپنا اور خاندان کے بزرگ صحابہؓ کا تعارف کرواتے ہوئے بچوں کے لئے دعا کی درخواست کی۔ جواباً آپ کی جانب سے جو خط موصول ہوا وہ احباب جماعت کی خدمت میں پیش ہے۔ اس خط میں آپ نے احسن رنگ میں اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اصل دعا خلیفہ وقت ہی کی ہے۔ اصل خط کے ساتھ آسانی کے لئے یہ خط دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عزیزہ محترمہ عظمیٰ ربانی صاحبہ

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کا 8 جولائی 1999ء کا مراسلہ ملا۔ یہ معلوم کر کے بے اندازہ مسرت ہوئی کہ آپ کے دادا حضرت شیخ مبارک اسمٰعیل ہیں جو حضرت عرفانی کے چچا زاد بھائی تھے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مسیح موعود کے ملفوظات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کی سات نسلوں تک کو اپنی نظر رحمت و شفقت میں رکھتا ہے۔ مبارک ہو۔

یقین ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے حضور دعا کے لئے عرض کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ حضور کی دعاؤں کو جلد شرف قبولیت بخشے۔ آمین

سب کی خدمت میں ہدیہ سلام

والسلام

ناچیز دوست محمد شاہد

جب بھی پاکستان جانے کا موقع ملتا تو آپ کے دفتر جا کر ملاقات کا شرف حاصل کرتے اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔ ایک بار میرے میاں مکرم عابد ربانی صاحب اور بیٹی عزیزہ ماریہ ربانی پاکستان گئے

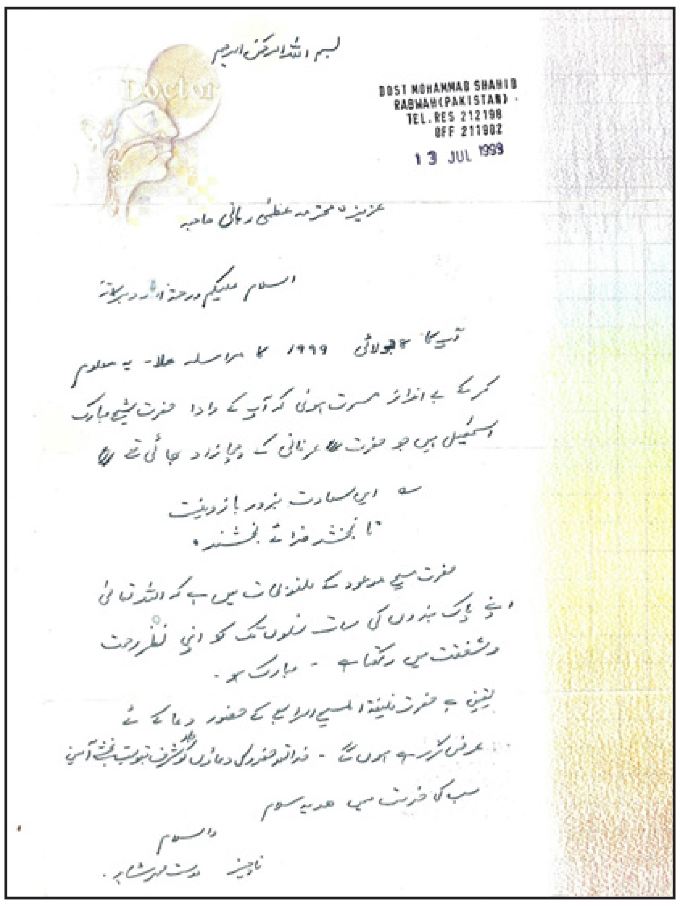
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
DOST MOHAMMAD SHAHID
RABWAH (PAKISTAN)
TEL. RES 212198
OFF 211902
13 JUL 1999
عزیزہ محترمہ عظمیٰ ربانی صاحبہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا 8 جولائی 1999 کا مراسلہ ملا۔ یہ معلوم کر کے بے اندازہ مسرت ہوئی کہ آپ کے دادا حضرت شیخ مبارک اسمٰعیل ہیں جو حضرت عرفانی کے چچا زاد بھائی تھے
ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ
حضرت مسیح موعود کے ملفوظات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کی سات نسلوں تک کو اپنی نظر رحمت و شفقت میں رکھتا ہے۔ مبارک ہو۔
یقین ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے حضور دعا کے لئے عرض کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ حضور کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے آمین
سب کی خدمت میں ہدیہ سلام
والسلام
ناچیز دوست محمد شاہد

تو آپ سے ملاقات کرنے آپ کے دفتر بھی گئے مگر آپ کو وہاں موجود نہ پا کر آپ محترم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب مرحوم سے ملاقات کرنے چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد محترم مولانا صاحب مرحوم نے مولانا دوست محمد شاہد صاحب کو فون کیا تا کہ پتہ کرسکیں کہ آپ اپنے دفتر میں موجود ہیں۔ آپ نے فون اٹھایا جب آپ کو بتایا گیا کہ ربانی صاحب آئے ہیں اور ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں تو آپ نے بڑی خوشی سے فرمایا: آپ ان کو بھیج دیں میں تو کب سے ان کا انتظار کر رہا ہوں۔ جب میرے میاں اور بیٹی دفتر گئے تو آپ کو دفتر کے باہر دروازے پر منتظر پایا۔ آپ بڑی شفقت سے میرے میاں کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے۔ اپنے ساتھ بٹھایا اور دیر تک گفتگو فرمائی۔ ایک بار فون پر میرے میاں سے بات کر رہے تھے۔ دوران گفتگو فرمانے لگے: عابد صاحب! آپ نے تو بزرگوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس طرح دلجوئی فرماتے کہ بہت خوشی محسوس ہوتی۔

یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کے نیک بندے چونکہ خدا سے پیار کرتے ہیں اور اسی پیار کے نتیجے میں وہ اس کے بندوں سے بھی پیار کرتے ہیں۔ اسی لئے وہ ہمیں دوسروں سے مختلف نظر آتے ہیں اور دل ان کی طرف خود بخود کھنچے جاتے ہیں۔ ہمیں ان کے قول وفعل میں نہ تو کوئی بڑا پن دیکھنے کو ملتا ہے نہ کسی غرور وتکبر کی جھلک نظر آتی ہے اور نہ کوئی دکھاوا۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ ان کو خدا تعالیٰ سے تو سچا پیار ہو مگر اس کی مخلوق کو چھوٹا سمجھ رہے ہوں اور دل میں ان کے لئے عزت و احترام نہ ہو۔

اب اس خاص واقعہ کا ذکر کرنا چاہوں گی جس کی وجہ سے دل میں تحریک پیدا ہوئی اور جس کو یاد کر کے آپ کی قدر و منزلت ہمیشہ بڑھتی رہی۔ خاکسار 2006ء میں اپنی بیٹی عزیزہ ماریہ ربانی کے ہمراہ اپنے والدین سے ملنے پاکستان گئی۔ ایک روز آپ کو فون کیا۔ حال احوال پوچھنے کے بعد ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا جی ضرور آئیں۔ عموماً ہم دفتر میں ہی ملاقات کیا کرتے تھے۔ میں نے عرض کی: میں آپ کے گھر آنا چاہتی ہوں۔ آپ نے نہایت خوشی کے ساتھ فرمایا، ضرور آئیں۔ طے کردہ وقت کے مطابق اپنی بیٹی ماریہ اور والد صاحب محترم شیخ خالد پرویز صاحب مرحوم کے ہمراہ آپ کے گھر پہنچے۔ ربوہ میں جون، جولائی کی شدید گرمی کے دن تھے۔ آپ نے دروازے پر خود ہمیں ریسیو کیا۔ آپ نے سفید اچکن اور پگڑی پہن رکھی تھی۔ سلام دعا کے بعد آپ نے فرمایا: آپ اندر چلے جائیں۔ جہاں آپ کی بہو محترمہ سائرہ صاحبہ مرحومہ (اہلیہ ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب) موجود تھیں۔ آپ والد صاحب کو ساتھ لے کر لیونگ روم کی طرف چلے گئے۔ محترمہ سائرہ صاحبہ مرحومہ بہت پیار سے ملیں۔ موسم کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری خاطر تواضع کی۔ آپ ایک نہایت سلجھی ہوئی اعلیٰ اخلاق کی خاتون تھیں اور بالکل بہنوں کی طرح اچھے ماحول میں ہماری گفتگو رہی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین ثم آمین)۔ کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا: آپ ابا جان سے مل لیں۔

حضرت مولانا دوست محمد صاحبؒ شاہد مرحوم ہمیں از راہ شفقت اپنے گھر کے پچھلے حصے میں موجود لائبریری میں لے آئے۔ لائبریری کیا تھی علم کا خزانہ تھا۔ بڑے بڑے اونچے کتابوں کے شلف تھے جن میں ہزاروں کی تعداد میں کتب موجود تھیں۔ آپ فرمانے لگے اس میں پانچ ہزار کتب موجود ہیں اور سب میری نظر سے گذری ہیں (2006ء میں ان کتب کی تعداد پانچ ہزار تھی جبکہ 2009ء میں آپ کی وفات کی بعد الفضل میں ان کی تعداد آٹھ ہزار شائع ہوئی ہے)۔ میرے ہاتھ میں ویڈیو کیمرہ دیکھ کر آپ نے مجھے فرمایا: آپ بے شک ان کی فلم بنالیں۔ جس کی مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ لائبریری کی چھوٹی سی فلم بنانے کے بعد آپ نے فرمایا: اب آپ اسے بند کر دیں اور تشریف رکھیں۔ میں نے کیمرہ بند کر دیا اور بڑے انہماک سے آپ کی گفتگو سننے کے لئے بیٹھ گئی۔ آپ نے اپنی پگڑی اتار کر سائیڈ پر رکھی۔ اور گفتگو کا آغاز کیا۔ جو لوگ حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحبؒ مرحوم کی شخصیت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ آپ تو علم کا ایک سمندر تھے۔ آپ نے جب بولنا شروع کیا تو مجھ جیسی ناچیز تو صرف آپ کو دیکھتی رہی۔ علم وحکمت کی باتیں جو آپ بیان فرما رہے تھے ہم سب خاموشی سے سن کر ان سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد ہم نے جانے کے لئے رخصت چاہی۔ اس ملاقات کی وہ اہم بات جو میرے دل پر نقش ہوئی اور جس نے ہمیشہ کے لئے آپ کی عزت و مرتبہ بلند کیا وہ آپ کا خود ہمیں دروازے تک چھوڑنے آنا تھا۔ آپ کا مقام جو جماعت احمدیہ عالمگیر میں ہے اسے دیکھا جائے تو میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ اتنی شفقت کا سلوک ہمارے ساتھ تھا۔ آپ اپنی چھڑی تھامے آہستہ آہستہ چلتے دروازے تک آئے اور گاڑی کے چلنے تک وہاں ہی موجود رہے اور آپ کی منکسر المزاجی ہمیشہ ہمیش کے لئے میرے دل پر گہرا اثر چھوڑ گئی۔

اسلام احمدیت کا یہ شیر 26 اگست 2009ء کو 82 سال کی عمر میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح پر ہزار ہزار رحمتیں و برکتیں نازل فرمائے (آمین ثم آمین)۔

آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا: آپ جماعت کے چوٹی کے عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ آپ مؤرخ احمدیت کہلاتے تھے۔ تاریخ احمدیت آپ نے لکھی۔ جس کی 20 جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ صرف مؤرخ احمدیت ہی نہیں تھے بلکہ آپ تاریخ احمدیت کا ایک باب بھی تھے اور ایک ایسا روشن وجود تھے جو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی روشنی کو ہر وقت جب بھی موقع ملے پھیلانے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ بہت ہی بے نفس اور اپنے وقت کو زیادہ سے زیادہ دین کی خاطر صرف کرنے والے بزرگ تھے۔ واقف زندگی تھے۔ خلافت سے بے انتہا کا تعلق تھا۔ ایک ایسے عالم تھے جو یقیناً ایک عالم باعمل کہلانے کے حقدار تھے۔

(روزنامہ الفضل 28 اگست 2009ء)

اللہ تعالیٰ نا صرف ہمیں بلکہ اسلام احمدیت کی آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی ان نیکیوں کو احسن رنگ میں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔

’’ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔ باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ یہی بدظنی، منصوبہ بازی، تکبر، دوسرے کی تحقیر، غیبت اور اس قسم کی بد ذاتیاں اور شرارتیں، شرک، ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش نہیں ہوتی۔ میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔‘‘

(خطبات نور جلد 1 خطبہ نمبر 20 صفحہ 231)

سانحہ ارتحال

• **مکرمہ عظمیٰ ربانی یہ افسوسناک اطلاع بھجواتی ہیں۔**

مکرمہ ناصرہ غفور بنت حضرت شیخ عبد الغفورؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بقضائے الٰہی مؤرخہ 18 جون 2022ء کو 97 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

مرحومہ حضرت شیخ رحیم بخشؓ کی پوتی اور حضرت شیخ الٰہی بخشؓ آف گجرات کی پڑپوتی تھیں۔ آپ حضرت لفٹیننٹ ڈاکٹر عبدالحکیمؓ آف مردان کی نواسی بھی تھیں۔

مرحومہ نیک، صوم وصلوٰۃ کی پابند، خدا تعالیٰ پر کامل توکل رکھنے والی، اپنے اور غیروں کی امداد کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہنے والی، بہادر، باوقار اور سادہ مزاج خاتون تھیں۔ دنیاوی اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ خلافت سے والہانہ تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کو جماعت میں مختلف شعبہ جات میں خدمات بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ نے بطور صدر لجنہ بھی خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ عطا کرے۔ آمین ثم آمین

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع بھجواتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 23/ جون 2022ء بروز جمعرات اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر 12 بجے دوپہر کو ایک نماز جنازہ حاضر اور درج ذیل چند نماز جنازہ پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ جمیلہ قمر اختر صاحبہ اہلیہ مکرم غلام حسین اختر صاحب مرحوم (والتھم فارسٹ۔ یوکے)

22 / جون 2022ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ گزشتہ 60 سال سے والتھم فارسٹ میں مقیم تھیں اور جماعت کے اولین ممبران میں سے تھیں۔ آپ نے مقامی سطح پر صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نے اپنے خاندان اور عزیز رشتہ داروں کے بچوں کے علاوہ جماعت کے بہت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ ایک لمبا عرصہ جماعت کے ممبران کو اپنے خرچ پر ہومیو پیتھک دوائیاں دینے کی بھی توفیق پائی۔ آپ اپنے بچوں کو ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹے اور 4 بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم مزمل حسین احمد صاحب (معلم سلسلہ) ابن مکرم مفضل حسین صاحب (اٹارسی صوبہ مدھیہ پردیش۔ انڈیا)

6 / مئی 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے 2002ء میں جامعۃ المبشرین قادیان میں داخلہ لیا اور 2005 میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کا تقرر صوبہ گجرات میں ہوا جہاں دس سال خدمت کی توفیق پائی۔ پھر 2015 میں ایک سال صوبہ مدھیہ پردیش میں خدمت بجالانے کے بعد گزشتہ چھ سال سے صوبہ جھارکھنڈ کی مختلف جماعتوں میں خدمت بجالا رہے تھے۔ بوقت وفات جماعت سملیہ ضلع رانچی میں متعین تھے۔ آپ کی جہاں بھی ڈیوٹی لگی بڑی محنت اور لگن سے کام کرتے رہے۔ مقامی احباب جماعت ان کے اخلاق کے گرویدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا بعمر 7 سال، ایک بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔

2- مکرم ایم ابراہیم کُٹی صاحب (ماتھرا ضلع کولم صوبہ کیرلہ۔ انڈیا)

آپ 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ نے 1988 میں بیعت کی سعادت پائی۔ آپ کا خاندان کٹر سنی ہے۔ اس لئے آخری وقت تک انہیں شدید مخالفت کا سامنا رہا مگر عہد بیعت پر بڑی مضبوطی سے قائم رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، قرآن کریم کی تلاوت بڑے شوق سے کرنے والے، ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ جماعت سے گہرا تعلق تھا۔ جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ چندہ کی بروقت ادائیگی کرتے تھے۔ مرحوم نے مقامی سطح پر لمبا عرصہ صدر جماعت کے علاوہ دیگر عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے انصار احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

3- مکرم نور احمد صاحب (جکور صوبہ کرناٹک۔ انڈیا)

21/ اپریل 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کو 1966 میں بیعت کی سعادت ملی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، متوکل علی اللہ، سادہ مزاج اور اعلیٰ اخلاق کے حامل نیک انسان تھے۔ خلافت سے والہانہ محبت تھی۔ چندوں میں باقاعدہ تھے۔ مرحوم جماعت جکور کے 12 سال صدر رہے اور جس وقت یہ یہاں آباد ہوئے وہاں کوئی احمدی نہ تھا اور اب وہاں 100 کی تجنید ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

4- مکرم دولت حسین صاحب (رائے گرام ضلع مرشد آباد۔ بنگال۔ انڈیا)

13/ نومبر 2021ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے 1967 میں بیعت کی اور وفات تک عہد بیعت پر استقامت کے ساتھ قائم رہے۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ بدرسومات کے سخت خلاف تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چھ بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے تین بیٹے واقف زندگی ہیں اور دو داماد معلمین سلسلہ ہیں۔

5- مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عطاء اللہ بھلی صاحب (سابق صدر جماعت نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ و سابق صدر جماعت نصیر آباد۔ ربوہ)

19/ مئی 2022ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، غریب پرور، امانتدار، باخلاق، باکردار، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ بلا تفریق ہر رشتہ کے تقدس کا خیال رکھتی تھیں۔ اپنی زندگی میں بہت سے گھرانوں کے عائلی مسائل کو بھی احسن طریق سے حل کروایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بچے شامل ہیں۔ آپ مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب (امیر و مشنری انچارج تنزانیہ) کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کے ایک نواسے مکرم شعیب اسماعیل صاحب مربی سلسلہ آجکل نظارت اصلاح وارشاد ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

6- مکرم سیٹھ عبد السمیع بھٹی صاحب ابن مکرم فیض احمد بھٹی صاحب (کنری سندھ)

31/ مئی 2022ء کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم فیض احمد بھٹی صاحب کے نانا مکرم قاضی ضیاء الدین بھٹی صاحب کے ذریعہ ہوا۔ مرحوم کے والد کے دو ماموں حضرت قاضی عبد اللہ بھٹی صاحب اور حضرت قاضی عبد الرحیم بھٹی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ کے والد مکرم فیض احمد بھٹی صاحب روزنامہ الفضل قادیان کے کاتب تھے۔ مرحوم 1947 میں ہجرت کر کے کنری آئے اور نصف صدی سے زائد عرصہ تک مختلف جماعتی عہدوں کے علاوہ امیر جماعت کنری کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔ نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، ملنسار، بہت ہمدرد اور مخلص انسان تھے، ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مستحقین کی خاموشی سے مدد کرتے تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور متعدد پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

7- مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شفیع اللہ صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت بنگلور۔ انڈیا)

29 / جنوری 2022ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور جماعت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ کو صدر لجنہ اماء اللہ بنگلور کے علاوہ مختلف تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔ تمام تحریکات اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ بنگلور میں تعمیر مسجد کے دوران نمایاں مالی قربانی پیش کی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ خاص کر ہندو عورتوں کو جماعت کا پیغام پہنچانے میں کافی دلچسپی رکھتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(ادارہ الفضل آن لائن جملہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایڈیٹر کے نام خطوط

•مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

روزنامہ الفضل کے 109 سال مکمل ہونے پر خصوصی نمبر بہت دلچسپ مضامین لئے ہوئے تھا۔عثمان مسعود صاحب کی تحریر میں درج جملہ ’’وہ قلمی جہاد جو ہم الفضل میں کریں گے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی اور ہمیں بھی کسی نہ کسی بہانے لوگ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے‘‘ یقیناً تحریک دلانے والا تھا۔

’’خدا ہو مہربان تم پر کہ میرے مہربان تم ہو‘‘ مکرمہ صفیہ بشیر سامی کی تصنع سے پاک دل کو چھو لینے والی تحریر جس میں عجز و انکسار کا غالب پہلو اس کو مزید خوبصورت بنا گیا۔ اس تحریر نے بہت سے درس دیے۔

مکرمہ درثمین احمد کا نہایت عمدہ مضمون ’’روزنامہ الفضل سے میری وابستگی‘‘ خوبصورت الفاظ سے مرصّع، احساسات کا ترجمان، الفضل کی خوبیوں اور اس سے وابستگی کی صورت میں ملنے والے افضال و فوائد کا احاطہ کیے ہوئے تھا۔مصنفہ نے پروف ریڈنگ کی مشکلات کا ذکر کیا تو خاکسار کو اخبار احمدیہ میں شائع ایک خط یاد آ گیا۔ ہدیہ قارئین کرتی ہوں کہ یقینا آپ بھی میری طرح اس سے حَظ اٹھائیں گے۔

’’سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے‘‘

اخبار احمدیہ جرمنی کے ایک قاری ایڈیٹر کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں۔’’اس دنیا کی عظیم الشان ہستیاں جنہیں عرف عام میں ’’مدیر‘‘ کہا جاتا ہے کی دلی کیفیت کا اندازہ مذکورہ بالا مصرعہ سے ہوتا ہے۔مضمون نگاروں سے منت ساجت کر کے مضمون لکھواتے ہیں۔ وہ بھی بعد میں خود از سر نو لکھنا پڑتا ہے۔ رسالے کے پروف دس دس بار پڑھتے ہیں پھر بھی اغلاط رہ جاتی ہیں۔ الغرض جس کرب وعذاب سے یہ ایڈیٹر نامی مخلوق گزرتی ہے اس کا اندازہ سابق ایڈیٹران ہی لگا سکتے ہیں۔ اس لیے احباب تمام ایڈیٹر صاحبان کی بلندی درجات کے لئے دعا گو رہیں۔جس کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ جس قسم کی عبارتیں ایڈیٹر صاحب کو درست کرنی پڑتی ہیں یہ اذیت ان کے لیے بروز محشر بخشش کے لیے کافی ہے۔ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہو (نوید حمید)(از:اخبار احمدیہ فروری 2020ء)

•مکرمہ نصرت قدسیہ۔فرانس سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 20جون 2022ء کے اداریہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نایاب دعا آپ نے تحریر کی ہے وہ ہر قاری کے لئے اک تحفہ ہے۔

فقہی کارنر

قربانی تقویٰ میں ترقی کا زینہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قربانی کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عید الاضحیٰ میں قربانی اور عید کی خوشیاں صرف اس لیے نہیں کہ ہم گوشت کھائیں گے اور اپنے خاندانوں کے ساتھ عید کی خوشیاں منائیں گے بلکہ اس لیے ہے کہ ہم تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہیں اور یہی بات کھول کر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمائی ہے کہ قربانی کی حکمت یہ نہیں کہ اس کا گوشت یا خون اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اصل حکمت یہ ہے کہ یہ قربانی تمہیں ہر قربانی کے لیے تیار رہتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کی طرف لے جائے اور ہر قربانی میں تم ترقی کرو۔ اور جب تقویٰ میں ترقی ہو گی تو یہی چیز پھر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ اس کے بندے اپنے نفس کی قربانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کریں اور اس کی مخلوق کے بھی حق ادا کریں۔

آج کے دور میں پہلے سے بڑھ کر اس بات کے ادراک کی ضرورت ہے ہم اپنے نفس کی قربانی دے کر یہ دونوں قسم کے حقوق ادا کریں۔

(خطبہ عید الاضحیٰ 22 اگست 2018ء ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 9 اگست 2019ء)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے تمہاری کوشش ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

پس نشان دکھانا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے سپرد فرمایا ہے۔ آپؐ نے ہمیں ان آیات کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اتاریں یہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے لئے اس کی راہ میں کوشش اور جہاد ضروری ہے۔ پس یہ نشانی بتا دی۔ اب کوشش کرنا تمہارا کام ہے۔ علامات بتا دیں، دلائل دے دیئے کہ خدا ہے اور ہونا چاہئے۔ دنیا کو پیدا کرنے والا ہے، زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے لیکن اس تک پہنچنے کے لئے تمہاری کوشش ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ 21/ دسمبر 2007ء)

ایک سبق آموز بات

حقیقی تعریف صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے لیکن آج کل اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کی تعریفوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ خاص طور پر لوگوں کی سوشل میڈیا پر تصاویر یا کمنٹس پر۔ جہاں جائز تعریف اور ستائش دوسرے کے حوصلہ افزائی کی باعث بنتی ہے وہیں ناجائز تعریف اور بے جا ستائش دوسرے شخص کو دھوکہ دینے اور اس کو خود پسندی کی طرف دھکیلنے کا باعث بنتا ہے جس سے مختلف نفسیاتی مسائل بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

طاہر احمد۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن فن لینڈ

06/ جولائی2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:16	19:07
مدینہ منورہ	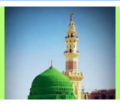	04:08	19:14
قادیان		03:50	19:38
ربوہ		03:30	19:17
اسلام آباد ٹلفورڈ	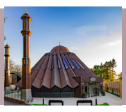	03:26	21:20